نمبر ۲۹ | قادیان دارالامان ۷ اگست ۱۹۰۳ء مطابق ۱۲ جمادی الاول ۱۳۲۱ھ بروز جمعہ | جلد ۲

ملفوظات و حالات حضرۃ امام الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کیلیے دیکھو البدر جلد ۲ صفحہ ۲۱۸

روتے رہتے ہیں اور جو اصل مقصود نماز کا قرب الی اللہ اور ایمان کا سلامت لیجانا ہے اسکی فکر ہی نہیں حالانکہ ایمان سلامت لے جانا بہت بڑا معاملہ ہے۔ **حدیث شریف** میں آیا ہے کہ جب انسان اسواسطہ روتا ہے کہ مجکو با ایمان اللہ تعالےٰ دنیا سے لیجاوے تو خدا تعالیٰ اسکے اوپر دوزخ کی آگ حرام کرتا ہے اور بہشت انکو ملیگا جو اللہ تعالیٰ کے حضور میں حصول ایمان کے لیے روتے ہیں مگر یہ لوگ جب روتے ہیں تو دنیا کے لیے روتے ہیں پس اللہ تعالیٰ انکو بھلا دیگا اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ تم مجکو یاد رکھو میں تمکو یاد رکھوں گا یعنی آرام اور خوشحالی کے وقت تم مجکو یاد رکھو اور میرا قرب حاصل کرو تاکہ مصیبت میں تمکو یاد رکھوں۔ یہ ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ مصیبت کا شریک کوئی نہیں ہو سکتا اگر انسان اپنے ایمان کو صاف کرکے اور دروازہ بند کرکے رووے بشرطیکہ پہلے ایمان صاف ہو تو وہ ہرگز بے نصیب اور نامراد نہ ہوگا حضرت داؤد فرماتے ہیں کہ میں بڈھا ہو گیا مگر میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ جو شخص صالح ہو اور با ایمان ہو پھر اسکو دشواری پیش ہو اور اسکی اولاد بے رزق ہو پھر دوسری جگہ فرماتا ہے وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ الخ اسکا مطلب یہ ہے کہ ایکدفعہ حضرۃ موسیٰ وعظ فرمارہے تھے کسی نے پوچھا کہ آپ سے کوئی اور بھی علم میں زیادہ ہے تو انھوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں اللہ تعالیٰ کو یہ بات انکی پسند نہ آئی (یعنی یوں کہتے کہ خدا کے بندے بہت سے ہیں جو ایک سے ایک علم میں زیادہ ہیں) اور حکم ہوا کہ تم فلاں طرف چلے جاؤ جہاں تمھاری مچھلی زندہ ہوگی وہاں تمکو ایک علم والا شخص ملیگا پس جب وہ ادھر گئے تو ایک جگہ مچھلی بھول گئے جب دوبارہ تلاش کرنے آئے تو معلوم ہوا کہ مچھلی وہاں نہیں ہے وہاں ٹھہر گئے تو ایک ہمارے بندہ سے ملاقات ہوئی اسکو موسیٰ نے کہا کہ کیا مجھے اجازت ہے کہ آپ کے ساتھ رہکر علم اور معرفت سیکھوں اُس بزرگ نے کہا کہ اجازت دیتا ہوں مگر آپ بدگمانی سے بچ نہیں سکیں گے کیونکہ جبات کی حقیقت معلوم نہیں ہوتی اور سمجھ نہیں دیجاتی تو اُسپر صبر کرنا مشکل ہوتا ہے کیونکہ جب دیکھا جاتا ہے کہ ایک شخص ایک موقعہ پر مجمل کام کرتا ہے تو اکثر بدظنی ہو جاتی ہے پس موسیٰ نے کہا کہ میں کوئی بدظنی نہ کرونگا اور آپکا ساتھ دونگا اُسنے کہا کہ اگر تو میرے ساتھ چلیگا تو مجھسے کسی بات کا سوال نہ کرنا پس جب چلے تو ایک کشتی پر جاکر سوار ہوے۔ پھر یہاں پر حضرت اقدس نے حضرۃ موسیٰ کا وہ تمام قصہ ذکر کیا جو کہ سورۃ کہف میں مذکور ہے۔ پھر اُس دیوار کے خزانہ کی نسبت فرمایا کہ اُسکو اسواسطے درست کردیا کہ وہ دو یتیم بچوں کے کام آوے اسواسطے یہ کام کیا معلوم ہوتا ہے کہ اُن بچوں نے کوئی نیک کام نہ کیا تھا مگر اُنکے باپ کے نیک بخت اور صالح ہونیکے باعث خدا نے اُن بچوں کی خبر گیری کی۔ دیکھو کہاں یہ بات کہ اللہ تعالیٰ نے اُس شخص کیوجہ سے اُسکی اولاد کا اسقدر خیال رکھا اور کہاں یہ کہ انسان غرق ہوتا چلا جاتا ہے اور تباہ ہوتا چلا جاتا ہے خدا تعالیٰ پرواہ نہیں کرتا اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ خدا سے ہر حال میں تعلق رکھتے ہیں تو خدا انکو ضائع ہونے سے بچا لیتا ہے۔ دیکھو ایک انسان کے دن برگشتہ ہیں کام اُسکے خراب ہیں مگر خدا رحم نہیں کرتا تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ قابل رحم ہی نہیں ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کو انسان پر بڑا رحم ہے ہزاروں گناہ بخشتا ہے جب انسان بہت تعلق خدا کے ساتھ پیدا کرتا ہے اور سب طرح سے اُسی کا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِعْمَلْ مَا شِئْتَ فَإِنِّي غَفَرْتُ لَكَ یعنی جو تیری مرضی ہو کیے جا میں نے تجھے سب کچھ بخشدیا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف جھانک کر دیکھا اور فرمایا اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ یعنی جو چاہو سو کیے جاؤ پس یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ تو بڑا مہربان اور رحیم ہے اور بہت رحم سے معاملہ کرتا ہے **فرمایا** وہ خدا جو کہ عرصہ سے مخفی چلا

آنا تھا اب نقاب اُٹھا کر چہرہ دکھا رہا ہے کیا آج تک کسی نے ایسا بولتا خدا دیکھا تھا جیسے کہ اب رات دن بول رہا ہے۔

موجودہ زمانہ کے گدی نشین جو کہ دینی ضرورتوں سے غافل ہیں اُنکے ذکر پر فرمایا کہ اگر پیغمبر خدا بھی ایک فقیر کی طرح گدی پر بیٹھے رہتے تو صریح کامیابی جو کہ آپ کو دنیا میں دیکھنی کیسے نظر آتی۔

طاعون کا ظاہر ہونا بھی خدا کی رحمت ہے مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اُس وقت آنحضرت پر صادق آتا ہے کہ جب آپ ہر ایک قسم کے خُلق سے ہدایت کو پیش کرتے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ نے اخلاق۔ صبر نرمی اور نیز مار ہر ایک طرح سے اصلاح کے کام کو پورا کیا اور لوگوں کو خدا کی طرف توجہ دلائی۔ مال دینے میں۔ نرمی برتنے میں۔ عقلی دلائل اور معجزات کے پیش کرنے میں آپ نے کوئی فرق نہیں رکھا اصلاح کا ایک طریق مار بھی ہوتا ہے کہ جیسے ماں ایک وقت بچہ کو مار سے ڈراتی ہے وہ بھی آپ نے برت لیا تو مار بھی ایک خدا کی رحمت ہے کہ جو آدمی اور کسی طریق سے نہیں سمجھتے خدا اُنکو اس طریق سے سمجھاتا ہے کہ وہ نجات پاویں۔

خدا تعالیٰ نے چار صفات جو مقرر کی ہیں جو کہ سورہ فاتحہ کے شروع میں ہیں رسول اللہ صلعم نے ان چاروں سے کام لیکر تبلیغ کی ہے مثلاً پہلے رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ یعنی عام ربوبیت ہے تو آیۃ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اسکی طرف اشارہ کرتی ہے پھر ایک جلوہ رحمانیت کا بھی ہے کہ آپ کے فیضان کا بدل نہیں ہے ایسی ہی دوسری صفات

۲۳ جولائی ۱۹۰۳ء

فجر کی نماز میں حضرت اقدس شامل جماعت نہ ہو سکے۔

خواب

فرمایا کہ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ایک آئینہ ہے جیسے میں نے تھوڑا سا چھوا تو معلوم ہوا کہ وہ تین پھل ہیں جب کسی نے پوچھا کہ کیا پھل ہیں تو کہا کہ ایک آب ہے ایک طوبا اور ایک اور پھل ہے۔

اسلام سے ارتداد کی وجہ پر ذکر ہوتے ہوتے فرمایا کہ جب ایک قوم کا غلبہ اور اقبال ہوتا ہے تو خود غرض آدمی اغراض کے واسطے اُسکے ساتھ ہو جاتا ہے۔

۲۴ر جولائی ۱۹۰۳ء

کُل نمازیں حضرت نے باجماعت ادا کیں اور جمعہ مسجد مبارک میں ادا کیا

شام

حل مسائل — ایک صاحب نے مسئلہ دریافت کیا کہ بکری وغیرہ جانور جو کہ غیر اللہ تھانوں پر چڑھائے جاتے ہیں اور پھر وہ فروخت ہو کر ذبح ہوتے ہیں اُنکا گوشت حلال ہے یا حرام

فرمایا کہ بنا شریعت کی نرمی پر ہے سختی پر نہیں ہے اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ سے مراد یہ ہے کہ جو تھان پر غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جاوے لیکن جو جانور بیع و شرا میں آ جاتے ہیں اُنکی حلت ہی ہے کیونکہ اب جگہ جگہ ان ناتھوں پر یا مقامات پر لاکھوں حیوان چڑھتے ہیں اور روزمرہ فروخت ہو کر ذبح ہوتے ہونگے اگر اُنکا کھانا حرام ہو تو پھر تو تکلیف مالا یطاق ہے اللہ تعالیٰ نے اسی لیے فرمایا ہے لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ۔

بہت سے سوال ایسے ہوتے ہیں کہ اُنکے کھود کھود کر پوچھنے سے دیدہ و دانستہ اپنے نفس کو تکلیف میں ڈالنا ہوتا ہے جیسے کہ اب حلوائی بتاشے وغیرہ بناتے ہیں اور میلی کچیلی دھوتی وغیرہ کو بھی پکڑتے جاتے ہیں اور پھر شکر وغیرہ طیار کرتے ہیں غلیظ آدمی کام کرتے ہیں پیروں سے اُسے لتاڑتے ہیں اور خدا جانے کیا کیا کرتے ہیں تو اس صورت میں تو سب حرام ہو جاویں اسی لیے شریعت کی بنا نرمی پر ہے۔

اور متقی کو تو کسی قسم کی تکلیف پیش نہیں آتی اور اُسے حلال روزی پہنچانے کی ذمہ واری خود خدا نے لی ہے اور اُسے یہ وعدہ بھی فرمایا ہے کہ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ۔ اس سے معلوم ہوا کہ خبیث اشیا خبیث لوگوں کو پہنچائی جاتی ہیں اور پاکیزہ چیزیں پاکیزہ لوگوں کو دی جاتی ہیں اسپر مجھے ایک واقعہ یاد آیا ہے کہ ایک شخص نے ایک شخص کی دعوت کی اور بکری کا گوشت بھی پکایا اور سور کا بھی جسکی دعوت کی وہ ایک پاکیزہ آدمی تھا اُسکے آگے اُسنے دیدہ و دانستہ سور کا گوشت رکھا اور اپنے آگے بکری کا۔ خدا تعالیٰ نے اُسپر کشف سے یہ امر کھولدیا جب بسم اللہ کا حکم ہوا تو اُسنے کہا ٹھیر و یہ تقسیم ٹھیک نہیں ہے چنانچہ وہ اپنے آگے کی رکابی اُٹھا کر صاحب خانہ کے آگے اور اُسکے آگے کی اُٹھا کر اپنے آگے رکھتا جاتا تھا اور یہی آیت پڑھتا تھا کہ اَلْخَبِيْثٰتُ الخ

انسان جب تقویٰ کا پہلو اختیار کرتا ہے اللہ اُسمیں ثابت قدم ہوتا ہے

۲۵ جولائی ۱۹۰۳ء

کُل نمازیں حضرت اقدس نے باجماعت بفضلہ ادا کیں

دربار شام

الہام — فرمایا کل مجھے الہام ہوا تھا اَلْفِتْنَةُ وَ الصَّدَقَاتُ فرمایا کہ اب الہام بھی ایسے کیا کہیں ایسی صاف اور واضح وحی ہوتی ہے کہ کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش بالکل نہیں رہتی شاذ و نادر ہی کوئی ایسی وحی ہو تو ہو ورنہ ہر وحی میں پیشگوئی ضرور ہوتی ہے۔

ضرورت معرفت — تقویت ایمان کی بڑی ضرورت ہے بغیر ایمان کے اعمال مثل مردہ کے ہوتے ہیں ایمان ہو تو انسان کو وہ معرفت حاصل ہوتی ہے جس سے وہ آسمان کی طرف مصعود ہوتا ہے اور اگر یہ نہ ہو تو نہ برکات حاصل ہوتے ہیں نہ خوشی حاصل ہوتی ہے۔ خدا کو دیکھنے کے بعد جب کوئی عمل کیا جاوے تو جو اُس عمل کی شان ہو گی کیا ویسی کسی دوسرے کی ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ جسقدر امراض عمل کی کمزوری اور تقویٰ کی کمی کے دیکھے جاتے ہیں اُن سب کی اصل جڑ معرفت کی کمزوری ہے ایک کیڑے کی بھی معرفت ہوتی ہے تو انسان اُس سے ڈرتا ہے پھر اگر خدا کی معرفت ہو تو اُس سے کیوں نہ ڈرے غرضیکہ معرفت کی بڑی ضرورت ہے۔

میں دیکھتا ہوں کہ اگرچہ ہماری جماعت تو بڑھ رہی ہے لیکن ابھی پوست ہی بڑھتا ہے اگر مغز بڑھے تو بات ہے بار بار خیال آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا ہی قوت قدسیہ ہے کہ آپ پر ایمان لا کر صحابہ کرامؓ نے یکدفعہ ہی دنیا کا فیصلہ کر دیا۔ جان سے بڑھ کر کیا شئے ہوتی ہے اپنے خون سے دین پر مہریں لگا دیں اب لوگ بیعت کرتے ہیں تو دیکھا جاتا ہے کہ ساتھ ہی مخفی اغراض دنیا کے بھی لاتے ہیں کہ فلاں کام دنیا کا ہو جاوے تو ہو جاوے یہ سچ ہے کہ جب مومن ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ ہر ایک مشکل کو اُسکی آسان کر دیتا ہے مگر سب سے اول معرفت ضروری ہے پھر خدا تعالیٰ خود اُسکی ہر ایک ضرورت کا کفیل ہو گا

خدا تعالیٰ مجھے اور میرے ناظرین اور دیگر احمدی بھائیوں کو توفیق عطا کرے کہ ہمارے بھائیوں میں صرف پوست ہی نہ رہے بلکہ مغز ہمارے ہاتھ آوے اور صحابہؓ کرام کے مثیل کامل طور پر ہم سب ہو جاویں آمین۔ ایڈیٹر

۲۶ جولائی ۱۹۰۳ء

حضرت اقدس نے کل نمازیں بفضلہ تعالیٰ باجماعت ادا کیں

مسیح موعود کے زمانہ میں عمر بڑھنے کے معنے۔ — فرمایا اس سے یہ مراد نہیں کہ موت کا دروازہ بند ہو جاوے گا کوئی اُس کا دوست دشمن بھی نہ مرے گا بلکہ اسکے یہ معنی ہیں کہ جو لوگ اُسکے مؤید اور مال و جان سے اُسکے ساتھ ہونگے اور ہر حال میں اُسکے شفیق و رفیق رہیں گے اُنکی عمریں بڑھا دی جاوینگی اور وہ لوگ دیر تک زندہ رہیں گے اور یہ بھی کمال رحمت ہے کہ اُسنے ہمارے زمانہ کو دراز کر دیا ہے۔ ایسے حضرت حکیم نور الدین صاحب نے فرمایا کہ مسلمانوں نے سب سے اوّل

مجدد عمر بن عبد العزیز کو مانا ہے اور وہ کل دو برس زندہ رہے ہیں۔

اس کے بعد پھر حضرت اقدس نے فرمایا کہ یہ سب خدا کا فضل ہے کہ اُسنے ابھی تک محفوظ رکھا جماعت دن بدن ترقی کرتی جاتی ہے اور حج و براہین بڑھتے ہیں۔

ہمارے دعاوی کی تصدیق کے لیے منہاج نبوۃ بڑی آیت ہے اگر مخالف اعتراض کرے تو اُسکے منہ پر طمانچہ پڑتا ہے ہمارے مخالفوں کو دو طرح سے نقصان پہونچتا ہے ایک تو یہ کہ ہماری طرف سے دترات کوشش ہے اور ہر روز تائیدات الٰہی شامل ہیں دوسرے یہ کہ انکی کوششوں کا وبال اُلٹ کر اُنھی پر پڑتا ہے اور وہ یخربون بیوتہم بایدیہم کا خود مصداق ہو رہے ہیں۔

فرمایا کہ جبتک خدا تعالیٰ اپنا چہرہ نہ دکھلاوے ہرگز تجویز نہ ہوگا اور بسوائے اثبات کے ایمان کب حاصل ہو سکتا ہے

دوزخ کے سات دروازے اور بہشت کے آٹھ

فرمایا کہ چند دنوں سے عورتوں میں جو وعظ کا سلسلہ جاری ہے ایک دن یہ ذکر آگیا کہ دوزخ کے سات دروازے ہیں اور بہشت کے آٹھ ہیں تو مجھے خیال گذرا کہ ایک دروازہ بہشت کا کیوں زیادہ ہے اسپر معًا خدا تعالیٰ نے دل میں ڈالا کہ جرائم کے اصول بھی سات ہیں اور محاسن کے بھی سات مگر ایک دروازہ رحمت الٰہی کا ہے جو کہ بہشت کے دروازوں میں زیادہ ہے۔ پھر مینے بیان کیا کہ دوزخ کے جو سات دروازے ہیں یعنی جرائم کے جو سات اصول ہیں انھیں سے ایک بدبختی ہے۔ ایک تکبر اور ایک جاہلانہ اور کورانہ تقلید ایکا اتباع ہوا ہے یہ سب قرآن شریف سے استنباط ہے اور جسقدر گناہ چھوٹے بڑے ہیں وہ تمام ان ساتوں گناہوں میں سے نکلتے ہیں۔

اسی طرح ایکدن مینے بیان کیا کہ دوزخیوں کے لیے جو وعدہ ہے کہ زقوم اُنکو کھانیکو ملیگا خود قرآن شریف میں دو باتیں بالمقابل بیان کی گئی ہیں ایک طرف اگر زقوم کا بیان ہے تو دوسری طرف بہشت کی نہروں اور پھل وغیرہ کا ذکر کر قرآن شریف میں موجود ہے کلما رزقوا منہا من ثمرۃ رزقا قالوا ھذا الذی رزقنا من قبل واتوا بہ متشابہا تو اس کے یہ معنی نہیں کہ رزقنا من قبل سے مراد دنیا کے خربوزے آب اور پھل اور شہد وغیرہ ہیں اصل غور سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن جو روحانی طور پر پورے ذوق شوق سے خدا کی یاد کرتے ہیں اور اُنکو جو لذۃ اسمیں حاصل ہوتی ہے تو بہشت کی نعمتوں اور لذتوں کو دیکھکر اُنکو خیال گذرے گا کہ اس قسم کی لذات ہمکو ہمارے رب سے پہلے بھی ملتی رہی ہیں۔ بہشت کی نعمتوں کے بارہ میں ہے کہ اُنکو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا تو پھر اُن کا اُن دنیوی پھلوں سے کوئی بھی رشتہ نہوا ایمان کے پودہ کی جب تک اعمال سے آبپاشی نہ ہو تب تک انسان کو اسکی لذت کب حاصل ہو سکتی ہے بہشتی زندگی والا انسان خدا کی یاد سے ہر وقت لذت پاتا ہے اور جو بدبخت جہنمی زندگی والا ہے تو وہ ہر وقت زقوم ہی کھا رہا ہے کہ مختلف جیل ہی کما کر تلخ زندگی بسر کرتا ہے وہی کمائی اسے قیامت کے دن زقوم کی شکل میں متمثل ہو کر ملے گی۔

۲۷ - ۲۸ - جولائی ۱۹۰۳ء

ان تاریخوں میں کوئی ذکر قابل بلاغ ناظرین نہیں ہوا اور حضرتؑ نے کل نمازیں باجماعت ادا کیں۔

۲۹ جولائی ۱۹۰۳ء

کل نمازیں حضرۃ اقدس نے باجماعت ادا کیں

(ظہر)

اسوقت حضرۃؑ نے تھوڑی دیر قبل از نماز مجلس فرمائی اور

نجاۃ صرف فضل سے ہے

فرمایا قرآن شریف سے جو عقیدہ نجاۃ کے بارہ میں استنباط ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ نجاۃ نہ تو صوم سے ہے نہ صلوۃ سے نہ زکوۃ اور نہ صدقات سے بلکہ محض دعا اور خدا کے فضل سے ہے اسی لیے خدا تعالیٰ نے دعا اھدنا الصراط المستقیم تعلیم فرمائی ہے کہ جب وہ قبول ہو کر خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے اعمال صالحہ اسکے ساتھ شرائط ہیں مگر لوازم میں سے نہیں یعنی جب انسان کی دعا قبول ہوتی ہے تو اُسکے ساتھ تمام شرائط خود ہی مرتب ہوتی ہیں ورنہ اگر اعمال پر نجات کا مدار رکھا جاوے تو یہ باریک شرک ہے اور اس سے ثابت ہوگا کہ انسان خود بخود نجات پا سکتا ہے کیونکہ اعمال تو انسان کے اختیاری امور ہیں اور انسان خود بخود اسے بجا لاتے ہیں پس نجاۃ کی کلید انسان کے ہاتھ میں ہوئی خدا تو کوئی شے نہوا ہاں وہ دعا جو کہ فضل ایزدی کو جذب کرتی ہے وہ بھی انسان کے اختیار میں نہیں ہوتی ہے کہ دعا کی تمام شرائط کو وہ ہر وقت اپنے لیے مہیا کرے اور اُسے محویت۔ توکل۔ سوز گداز وغیرہ تمام لوازمات دعا میسر آجائیں تو پس دعا جب تمام شرائط کے ساتھ ہوتی ہے تو وہ فضل کو جذب کرتی ہے اور فضل کے بعد شرائط خود بخود پورے ہوتے جاتے ہیں اسلامی نجات یہی ہے لوگوں نے نجات کے مختلف طریقے رکھے ہیں مثلاً عیسائیوں نے نجات کی بنیاد مسیح کے خون پر رکھی ہے جو کہ باطل ہے اور یہ مسئلہ کوئی بناوٹی بات نہیں ہے کہ صرف زبان سے کہا جاوے بلکہ اصل نجاۃ وہ ہے کہ جس کے آثار یہاں ہی پیدا ہو جاویں یہ نہو کہ پھوڑے کے اندر پیپ بھری ہوئی ہے اور زبان سے کہیں کہ مریض اچھا ہو گیا بلکہ اُس نجات کا اثر یہ ہے کہ اس دنیا میں اُس شخص کو بہشتی زندگی نصیب ہو من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاٰخرۃ اعمی نجاۃ یافتہ کے اندر ایسی تبدیلی ہو جاوے کہ معلوم ہو کہ خدا نے اُسے قبول کر لیا ہے مگر عیسائیوں میں اسکی کوئی علامت نہیں پائی جاتی مسیح کو صلیب ملنے تک تو پھر بھی کچھ بات تھی اور کوئی علامت ملتی تھی مگر اُسکے بعد تو انمیں فسق و فجور کا سیلاب چل پڑا ایسی ایسی فاسقانہ حالت کب ایک نجات یافتہ کی ہو سکتی ہے۔

آریوں کو بھی فضل سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ خود بخود ہی کچھ مانتے ہیں دست خود دہان خود والا معاملہ ہے۔ اور اُنکی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک اُنکو پرمیشر نے کچھ کیا ہی نہیں ہے کیونکہ بمقابلہ اُن کروڑوں مکوڑوں کے جو کہ دنیا پر موجود ہیں اور وہ تمام کیڑے جو کہ نجاست اور گندگی میں ہوتے ہیں وہ بقول انکے سب انسان ہی ہیں اُنکے مقابلہ پر انسانی آبادی بہت تھوڑی ہے تو گویا ابھی تک اُن کا پرمیشر اُن روحوں کو نجات دینے پر قادر نہ ہو سکا جو کہ اُن بے شمار کیڑوں مکوڑوں میں ہیں تو پھر پوچھا جاوے کہ جب اُن کے پرمیشر نے آجتک اُنکو نجاۃ نہیں دی تو اور کسی دی کیا وہ آجتک نجاۃ کے مستحق نہ تھے

آریوں کی دعا ترمیم کے قابل ہے

آریوں کی دعا ترمیم کے قابل ہے کیونکہ مکتی سے اُنکی مراد یہ ہوتی ہے کہ ایک تھوڑے زمانہ تک انسان اور لوگوں سے نجات پاتا ہے اور پھر دھکا دیدیکر اُسے یہاں دُکھ بھوگنے کو بھیجا جاتا ہے پس اس صورت میں کہ جب اُنکے پرمیشر نے دائمی مکتی دی ہی نہیں ہے تو وہ ایسی مکتی کی دعا کیوں مانگتے ہیں اس لیے وہ دعا ترمیم کر کے یوں مانگنی چاہیے کہ اے پرمیشر تو جو دائمی مکتی دینے کے قابل نہیں ہے تو ایکوقت مقرر تک مجھے مکتی دے اور پھر دھکا دیکر مجھے اسی دار المحن دنیا میں بھیجدے افسوس کہ نادانوں کو یہ بھی خیال نہیں آتا کہ آیا انسان کی فطرت دائمی نجات کو چاہتی ہے یا عارضی کو اور دوامی موت اور عارضی نجات کا نام نجات رکھنا نادانی ہے کیونکہ جسکو اُمید ہے کہ مجھے پھر ابھی نکلنا نہیں پڑنا ہے اُسے اس عارضی نجات کی کیا خوشی ہوگی کیسی افسوس کی بات ہے اور اس سے انسان کو خدا سے کیا اُمید ہو سکتی ہے جبکہ وہ یہ جانتا ہے کہ اگر میں چند دن پرمیشر کا ہو کر رہونگا بھی تو اسطرح پھر بھی وہ پرمیشر مجھسے بیوفائی کریگا اور دھکے دیکر مجھے نکال دیگا اور اُسکے دلمیں میری طرف سے کھوٹ ہوگا۔

درس قرآن شریف

الجزو نمبر ۵ رکوع ۱۴

اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ - تا بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطًا

ترجمہ ہمنے جامع اور کامل کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے تیری طرف تاکہ تو لوگوں کے درمیان حکم کرے ساتھ اسکے جو کچھ اللہ نے تمکو دکھایا ہے اور تم خائنین لوگونکی طرفسے جھگڑے میں نہ آیا کرو اور (یہ ایسی عظیم الشان بات ہے کہ) اس کے واسطے اللہ سے حفاظت طلب کرتا رہا کر کیونکہ وہ بڑا حافظ اور مہربان ہے (یہ حکم ہر ایک کو ہے) اور نیز جھگڑا نہ کرو انکی طرف سے جنھوں نے خیانت میں اپنے آپکو ڈالا ہے کیونکہ اللہ کو خیانت پیشہ لوگ پسند نہیں - اور وہ لوگونسے تو چھپکر بدی کرتے ہیں لیکن اللہ سے نہیں چھپ سکتے کیونکہ اللہ اپنے علم سے ان کے ساتھ ہے جب مشورہ کرتے ہیں ایسی باتوں کا اور اللہ انکی تمام باتوں پر محیط ہے۔

یہاں اللہ تعالی نے دو باتوں کا ذکر کیا ہے خائن کی رعایت اور تپچ نہ کرو اللہ تعالے خیانت والوں سے محبت نہیں کرتا خیانت بہت بری چیز ہے اسکی کئی قسمیں ہیں - امانت میں خیانت کرنا - مسلمان کے فائدہ کے واسطے کوشش نہ کرنا وغیرہ - خائن اچھے نہیں ہوتے اللہ رحیم فرماتا ہے کہ انکی سفارش بھی نہ کرو اللہ تعالے نے رسول اللہ کو قرآن بھی دیا اور ساتھ ہی حق دیا ہے اور بعض جگہ اس کا نام حکمۃ آیا ہے اور سنت ہے اور حدیث ہے اللہ نے رسول اللہ کو حق دیا ہے اور کچھ باتیں بھی دکھائیں جنکے ساتھ رسول اللہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کرتے۔ میں نے آجکل اس مضمون پر بہت غور کیا ہے ان شاء اللہ اگر زندگی نے وفا کی تو عنقریب وہ مضمون سناؤں گا۔

ھٰاَنْتُمْ ھٰۤؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ - تا عَلِیْمًا حَکِیْمًا

ترجمہ خبردار ہو جاؤ تم وہ لوگ ہو جو جھگڑا کرتے ہو انکی طرف سے دنیا کی زندگی میں لیکن قیامت کے دن انکی طرف سے کون جھگڑے گا اور کون انکا وکیل ہوگا جو شخص بدی کرتا ہے وہ اپنی جان پر خود بدی کرتا ہے لیکن پھر اگر اللہ سے حفاظت طلب کرے تو اللہ اسکی حفاظت کرنیوالا ہے اور رحیم ہے لیکن اگر کوئی بدی کرے تو وہ اپنی جان پر کھیلتا ہے اور اللہ علیم اور حکیم ہے۔

تفسیر - یہاں اللہ نے جمع کا صیغہ استعمال فرمایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلا بیان بھی نبی اللہ کی نسبت نہیں وہ بھی انھیں لوگوں کے واسطے ہے کیونکہ ایسا کام نبی کی شان نہیں دیکھو تمھاری بات تو ایک فقرہ میں آجاتی ہے جب تم بیعت کرتے ہو تو کہتے ہو **میں دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا** یہ کیسا پاک فقرہ ہے اور اگر اسپر عمل کیا جاوے تو ثمرات بھی کیا عمدہ ہوں اب دیکھنا چاہیے کہ ایک آدمی کا دل چاہتا ہے کہ اعلی درجہ کا کھانا کھاوے اور کپڑے پہنے لیکن دوسرے حقوق چاہتے ہیں کہ سادہ زندگی بسر کرے پھر دیکھو کسطرف جاتا ہے جو ظلم کرتا ہے وہ اپنی جان پر ہی ظلم کرتا ہے اللہ کو اسکی پرواہ نہیں بدکار بدکاری کرتا ہے اور چور چوری میں کامیاب ہوتا ہے مگر اس کے بعد کیا مصیبت آتی ہے ایک کو آتشک ہو جاتی ہے اور دوسرے کو رزق کی مار۔

انگریزونکو دیکھو کیسی قوم ہے کہ ابن مریم کو ابن اللہ کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ہمارے گناہوں کے واسطے ملعون ہو گیا یہاں اسکا رد ہے کہ ہر ایک اپنے کام کا آپ ذمہ وار ہے - اس قوم کے مذہب کا ہر ایک پہلو سخت بودہ اور خام ہے جسکو دیکھکر ہنسی آتی ہے لیکن جب ہم انکی دنیوی حالت اور اپنے بادشاہونکی حالت کا مقابلہ کرتے ہیں تو حیرت انگیز فرق معلوم ہوتا ہے رستہ کو صاف کرنا ایک ایمانی شعبہ تھا روحانی راستہ کو تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے صاف کیا لیکن دنیاوی راستوں کو انگریزوں نے صاف کیا اور فائدہ اٹھایا کیونکہ اللہ تعالے ہر ایک کو اسکے کیے کا بدلہ دیتا ہے خواہ کوئی ہو جو اللہ تعالی کے واسطے بدی چھوڑتا ہے وہ ضرور ضرور اس ترک کا انعام پاتا ہے اللہ تعالے کے لیے نیکی کرنا بڑی بہادری اور عقلمندی اور فہم کا کام ہے پچاس برس سے ہم دیکھتے ہیں پہلے سو برس کی گواہی حضرت داؤد دیتے ہیں کہ متقی کی اولاد کو بھیک مانگتے نہیں دیکھا ہے مومن کو چاہیے کہ ہر ایک بات میں حد کو مدنظر رکھے اور قرآن کو اپنا دستور العمل بنائے بغیر اسکے پوری نہیں پڑتی

وَمَنْ یَّکْسِبْ خَطِیْٓئَۃً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ یَرْمِ بِہٖ بَرِیْٓـئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُہْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا ؕ ترجمہ جو شخص خطا یا بدکاری کر پھر ایک ایسے شخصکو متہم کرے جو اس بدکاری پر مرتکب نہیں ہوا تو اسنے بڑا بہتان اور اللہ تعالی سے قطع تعلق کی بدی کو اٹھا لیا۔

تفسیر جو لوگ دوسرے کے افعال اور اقوال کی خواہ مخواہ تحقیر کرتے ہیں اور اپنے آپکو پاک سمجھتے ہیں اور اپنی باتوں کی عجیب عجیب توجیہ کرتے ہیں وہ بڑے بدکار ہوتے ہیں

سہ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ - تا عَظِیْمًا

ترجمہ اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تجھپر (پہلے مخاطب ہمارے نبی کریم اور آپ کے بعد ہر ایک انسان) اور اللہ کی رحمت بیشک بڑا زبردست ارادہ کر لیا تھا ایک گروہ نے کہ تجھکو ہلاک کر دیں بے نام ونشان کر دیں لیکن یہ تجھکو کچھ ضرر نہیں دے سکتے مگر خود ہلاک ہو جائیں گے بے نام ونشان ہو جائیں گے اور نازل کی اللہ نے تیری طرف کتاب اور حکمت اور تجھکو وہ تعلیم دی جس کا تجھکو علم نہ تھا اور اللہ کا فضل تجھپر بڑا ہے۔

صادق کا نبی

تفسیر دیکھو ایک آدمی اگر معمولی زمیندار کے پودے اکھاڑ دینے لگے تو سلطنت اسکو سزا دیتی ہے پھر اللہ کا لگایا ہوا پودہ کسطرح کوئی اکھاڑ سکتا ہے ہر ایک کو چاہیے کہ جسکو اللہ چاہے اسکو اکھاڑنیکی کوشش نہ کرے نہیں تو خود اکھاڑا جائے گا اور ناکام مرے گا نبی کریم کے تباہ کرنے کے واسطے تمام سلطنتوں اور تمام مذہبوں اور گروہوں نے اکھاڑنیکی کوشش کی لیکن کوئی اکھاڑ نہ سکا تلوار سے زبان سے مخفی مشوروں سے کام لیا لیکن کسی طرح کامیاب نہ ہو سکے اب دیکھو یورپ و امریکہ وغیرہ کے لوگ مذہب اسلام اور ہمارے نبی صلعم کو گمنام کرنیکی کوشش کر رہے ہیں لیکن وہ کبھی اس کام میں فتح نہیں پائیں گے کیونکہ اسلام اور ہمارے نبی اللہ کے ہاتھ کے لگائے ہوئے پودے ہیں پس تم لوگ اپنا ہر ایک کام اللہ کی مرضی کے مطابق اور اسکی رضا کے واسطے کرو تو کبھی ضائع نہیں ہوگے اور نہ دشمن نابود کر سکیگا دیکھو سارا جہان ایکطرف اور اللہ ایکطرف ہے جب کوئی حملہ کرتا ہے تو اللہ اسلام کو زیادہ طاقتور کر دیتا ہے ابوجہل سے لیکر اب تک تمام لوگوں نے اسلام کو گمنام کرنیکی کوشش کی لیکن وہ دن بدن اپنے کمال میں بڑھتا جاتا ہے اگر تم اپنے کام کو ایسا کرو کہ وہ اللہ کے ہاتھ کا پودا ہو تو ہر وقت اس کے ساتھ اللہ کا فضل ہوگا اسکے درخت کی مثال سنو مَثَلُ کَلِمَۃٍ طَیِّبَۃٍ کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ تُؤْتِیْٓ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّھَا کہ اسکی جڑ پتال میں ہوتی ہے اور اسکی پھل اور شاخیں بہت بلندی پر ہوتی ہیں وہ ہمیشہ پھل دیتا ہے اللہ کے فضل سے لیکن جو درخت گندہ ہوتا ہے اور اللہ کی رضا کے واسطے نہیں ہوتا بلکہ اللہ کی مرضی کے خلاف ہوتا ہے اسکو اللہ یونہیں اڑا دیتا ہے اور اسکے واسطے قرار نہیں ہوتا جیسا کہ اسکے کلام میں آیا ہے مَثَلُ کَلِمَۃٍ خَبِیْثَۃٍ کَشَجَرَۃٍ خَبِیْثَۃِ نِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَھَا مِنْ قَرَارٍ اسی واسطے ہمنے دیکھا ہے کہ جھوٹے مذہبونکو نئے نئے رنگ میں ہو کر پیش ہونا پڑتا ہے اور وہ اپنی اصلوں پر ثابت نہیں رہتے۔

ایک صاحب کشف کی کشفی شہادۃ

حضرت اقدس امام الزمان کی نسبت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مخدومنا مولانا عبدالکریم صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ علاقہ نیابت بھاگ میں حضرت فقیر صاحب میاں محمود کے صاحب کشف اور بزرگ ہونیکی نسبت عام شہرہ تھا اور سندہ و بلوچستان کے مختلف مقامات کے لوگ اسی وجہ سے آپکی زیارت کے لیے آیا کرتے ہیں۔ اُن کے چند ایک ملنے والونکی طرفسے خواہش کی گئی کہ میں فقیر صاحب موصوف سے ملاقات کروں الا کوئی مناسب موقعہ ہاتھ نہیں آتا تھا۔ حال میں بتقریب دورہ ۱۵ جولائے ۱۹۰۳ء کو جب میں شہر فقیر صاحب سے چند میل کے فاصلہ پر ایک مقام میں پہونچا تو مجھے بتلایا گیا کہ جو ارادہ کیا جائے فقیر صاحب بروے کشف اُس سے اطلاع پاکر خود بخود بتلا دیتے ہیں۔ مجھے فقیر صاحب کی ملاقات کا پیشتر سے اشتیاق تھا مگر میں یہ سوچتا تھا کہ کس مدعا پر آپ کی ملاقات کی جائے۔ حضور پاک مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر تو میں پیشتر سے ہی علی وجہ البصیرۃ ایمان لا چکا ہوں اور اب انہیں کسی قسم کی کوئی گنجایش باقی نہ تھی اور نہ ہے۔ اور اس خیال سے کہ اگر ایسے بزرگ اور صاحب کشف کی شہادت کشفی حضور ممدوح کے صداقت دعوی پر ملجائے تو منکرین پر حجت ہونیکے علاوہ کیا تعجب کہ بہتونکی راہ راست پر آنے کا باعث ہو میں نے دل میں ٹھانا کہ فقیر صاحب حضور مسیح موعود کے دعوی مسیحیت و مہدویت کے نسبت کشفی شہادۃ سے کیا بتلا سکتے ہیں اور ایسا کیا اعتقاد رکھتے ہیں اس ارادہ کو بطور سوال دلمیں ٹھانے ہوے جب میں فقیر صاحب کے مہمان خانہ میں پہنچا تو میری آمد کی اطلاع پاکر بروے دستور ملکی میری مزاج پرسی کے لیے فقیر صاحب نے اپنے بیٹے صاحبزادہ عبدالغفور کو جو عمر میں تیس سال کے ہونگے بھیجدیا۔ بعد احوال مزاج پرسی میں نے خواہش کی کہ میں خود مکان کے اندر جاکر جہاں کہ فقیر صاحب تشریف رکھتے تھے۔ فقیر صاحب سے شرف ملاقات حاصل کروں۔ لاکن فقیر صاحب نے کہلا بھیجا کہ آپ خود باہر آتے ہیں۔ چنانچہ ایکساعت بعد آپ چارپائی پر لیٹے ہوے جسکو چند بلوچوں نے کندھے پر اُٹھایا ہوا تھا تشریف لائے۔ آپکی عمر قریب ایکسو برس کے ہے۔ بباعث ضعف پیری و تقاضاے عمر آپکے ہاتھ پاؤں رعشہ سے کانپتے تھے۔ ریش بالکل سفید اور چہرہ نورانی تھا حواس خمسہ بالکل درست اور بجا تھے اور گفتگو معقولیت سے فرماتے تھے۔ مذہب اہل سنۃ جماعۃ و فرقہ قادریہ کے پابند ہیں۔ اثناے گفتگو میں جو بہت سی ملکی آدمیوں کے سامنے ہوئی۔ آپنے مجھسے استفسار کیا کہ کیا آپ حضرۃ عیسی (مرزا غلام احمد) کے مرید ہیں جسکا جواب اثبات میں ملنے پر آپنے اپنا وہ قصہ اور حالت برملا بیان فرمائے جسکو آپ کے صاحبزادہ فقیر عبدالغفور نے قلمبند کیا جو ملفوف اسکے خدمۃ میں بھیجتا ہوں۔ میاں نور احمد سلطان جنکا ذکر اس شہادت قلمبند شدہ میں ہے۔ فقیر صاحب کے مرشد ہیں جو سندہ میں نہایت مشہور صاحب کشف و اولیاء اللہ سے ہو گذرے ہیں اور چند سال سے وفات پا چکے ہیں۔ فقیر صاحب حضور مرزا صاحب کے حلیہ اور دیگر حالات متعلقہ کی نسبت ایک گھنٹہ تک جبتک کہ آپ تشریف فرما رہے ذکر اور استفسار فرماتے رہے۔ جوں جوں میں حضور ممدوح کی زندگی کے پاک حالات بیاں کرتا تھا آپ نہایت ہی مسرت سے سُنتے اور خوش ہوتے تھے حتی کہ روانہ ہونیکے وقت آپنے اپنی ریش مبارک پر ہاتھ پھیرکر فرمایا کہ الحمد للہ کہ مینے اس دار فانی کو چھوڑنے سے پہلے حضور مسیح موعود کا زمانہ پایا خدا کرے کہ آپ کی زیارت بھی میرے نصیب ہو۔ یہ کہکر اندر تشریف لے گئے۔ آپنے گفتگو میں مجھے کچھ دریافت کرنے کا موقعہ بہت کم دیا اور خود ہی حالات حضور مسیح موعود کی نسبت دریافت فرماتے رہے جب تک بیٹھے رہے مطلق کوئی اور ذکر نہ ہوا۔ پاس ادب سے مینے زیادہ جرأت نہ کی اور مشکل سے موقعہ پاکر عرض کیا کہ کیا یہ وہی مسیح ہے جس کے آنے کا وعدہ دیا گیا تھا آپ نے فرمایا کہ **ہاں وہی ہے اور حضرۃ عیسی سے مشترک بالصفات ہے۔**

میں ان حالات کو فقیر صاحب میاں محمود کی اُس شہادۃ کے ساتھ جو فارسی میں قلمبند ہے۔ اس غرض سے خدمۃ عالی میں ارسال کرتا ہوں کہ تبلیغ حق کی غرض سے درج اخبار کرایا جاوے۔ تاکہ اُنکو جنکو قبول حق کا موقع نہیں ملا وہ اس سے استفادہ حاصل کریں اور منکرین پر حجت تامہ ہو۔ میاں محمود صاحب کا خاندان فقیر صاحب کے نام سے مشہور چلا آتا ہے اور اب یہ آپ کا خاندانی لقب ہوگیا ہے آپ باعتبار ثروت معقول زمیندارہ رکھتے ہیں۔ اور سندہ اور بلوچستان میں آپ کے مریدوں کی تعداد ہزاروں تک بتلائی گئی ہے اور لوگ آپ کے ولی اللہ اور صاحب کشف ہونے پر بہت اعتقاد رکھتے ہیں اور دور دور سے آپکی زیارت کے لیے آتے ہیں۔ والسلام

راقم حضور مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ناچیز خادم خاکسار

نظیر حسین - انچارج تحصیلدار بھاگ بلوچستان

۲۷ رجولائے ۱۹۰۳ء

شہادۃ

خدائے عزوجل را حاضر دانستہ بغرض اظہار صداقت در بطور اداے شہادۃ تحریر مینمایم کہ بموجودگی من امروز بالمشافہ قاضی نظیر حسین تحصیلدار صاحب فقیر صاحب میاں محمود احوال بیان نمودہ کہ چہارم سال میشنود کہ اینجا در زبان عوام الناس قصہ مشہور شدہ کہ در پنجاب مرزا غلام احمد حضرۃ عیسی پیدا شدہ در ضمیر فقیر خیال افتادہ کہ الحمد للہ کہ خداوند تعالی عجب الشان ظاہر کردہ اما طاقتی نبود کہ از بارگاہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم درباب صحت این عرض شود شب باینخیال در خواب رفتہ کہ ناگاہ مرشدی میاں نور احمد سلطان در خواب آمدہ فرمود کہ ہمیں مرد تحقیق بسیار بابرکت است حالا بتمام سنہ ثانی برارد وازوے دین زیادتی پذیرد اقرار کنی نہ انکار بعدہ حضرت عیسی مرزا غلام احمد را دیدم کہ ذیلش متصل نبودند بلکہ اندک منفصل بودند و ریش او نہ زیادہ دراز بود و کفش او برداشتہ تماشہ نہ داشت بعدہ از خواب بیدار شدم تحریر بتاریخ ۱۹ ماہ ربیع الآخر ۱۳۲۱ھ

الراقم فقیر عبدالغفور ابن فقیر محمود عفا عنہما

میں خدائے بزرگ کی قسم کھا کر اظہار حق کی غرض سے تصدیق کرتا ہوں کہ فقیر صاحب میاں محمود نے یہ حالات مندرجہ بالا میرے روبرو بیان کیے۔ اور اُن کے صاحبزادہ فقیر عبدالغفور نے اپنے قلم سے قلمبند کیے کیونکہ خود فقیر صاحب موصوف لکھنے سے معذور ہیں۔ ۱۵ رجولائے ۱۹۰۳ء

دستخط انگریزی

قاضی نظیر حسین

استفسار اور جواب

کیا عورت اپنے مرد کو طلاق دے سکتی ہے جیسے کہ مرد عورت کو دیسکتا ہے جیسے مرد سے کوئی قصور عورت کے حق میں ظاہر ہو اور وہ عورت اپنے مرد سے بہت تنگ آگئی ہو اور دو گواہ رکھکر کہا کہ میں اس سے بہت تنگ ہوں کہ یہ مجکو خرچ نہیں دیتا نہ میرے ساتھ بولتا ہے اسواسطہ میں اسکو طلاق دیتی ہوں۔ **جواب** البدر جلد ۲ صفحہ ۱۴۰ کالم ۲

ہیں اسکی نسبت لکھا جا چکا ہے کہ عورت کو بھی مرد سے علحدہ ہونیکا ایسا ہی اختیار ہے جیسے کہ مرد کو ہے صرف فرق اتنا ہے کہ مرد بلا واسطہ اور عورت بالواسطہ قطع تعلق کر سکتی ہے قرآن شریف کی آیۃ فان خفتم الا یقیما حدود اللہ فلا جناح علیہما فیما افتدت بہ اگر اسبات کا خوف ہو کہ میاں بی بی الٰہی حدود کو قائم نہیں رکھہ سکیں گے تو عورت (اپنا پیچھا چھڑانے کی عوض) کچھہ دیدے تو اسمیں دونوں پر کچھہ گناہ نہیں ہے - جزو ۲ رکوع ۱۳ سے یہ ثابت ہے کہ عورت بھی مرد سے علحدگی اختیار کر سکتی ہے مگر اوسے اس صورت میں کچھہ نہ کچھہ ادا کرنا ضرور پڑتا ہے اہل اسلام کا عملدرآمد اسپر اسطرح سے دیکھا گیا ہے کہ ایسی صورت میں عورت اپنا مہر یا کم و بیش رقم مہر سے خاوند کو واپس کر دیتی ہے - اگر عورت کی درخواست پر خاوند قطع تعلق پر راضی ہو جاوے تو صرف دو گواہوں کے روبرو فریقین کی جدائی ہو سکتی ہے اور تحریر کے ذریعہ سے اس امر کی پختگی کر لی جاوے تاکہ آیندہ کسی شر کا موقع کسی فریق کو نہ مل سکے لیکن ایسی صورت میں کہ عورت قطع تعلق چاہتی ہے اور خاوند انکاری ہے اور تکلیف دینے کی غرض سے نہ اُسے بساتا ہے اور نہ قطع تعلق کرتا ہے بہترین طریق یہ ہے کہ عورت عدالت کے ذریعہ سے اپنی جدائی چاہے - صرف دو گواہ کے روبرو اپنے خاوند سے قطع تعلق کرنا بلا اسکے کہ اُسکا خاوند بھی اسکی درخواست قبول کرے اور اسے تحریر دیدیوے کہ تیری درخواست پر میں نے تجکو طلاق دی ہرگز درست نہ ہوگا - عورت طلاق نہیں دیسکتی خلع کرا سکتی ہے یہ طریق جو آپنے آخر میں ارقام فرمایا ہے شرع اسلام میں جائز نہیں -

ایمان کا روزانہ معیار

میرے مخدوم و مہربان حضرت حکیم نور الدینصاحب نے ایکدرس میں ایک نکتہ بیان کیا جسے میں اپنے الفاظ میں تزکیہ نفس کی غرض سے پیش کرتا ہوں

ایک زرگر یا کوئی اور پیشہ ور اپنے پیشہ کی دھن میں مصروف ہوتا ہے یا ایک میاں اپنی بیوی کے ساتھ اختلاط کرتا ہے یا ایک ماں اپنے من موہنے اور مسکراتے بچہ سے کھیل رہی ہوتی ہے یا ایک ایڈیٹر اخبار کی نامہ نگاری میں قلم فرسائی کر رہا ہوتا ہے یا اور کوئی ماتحت اپنے آقا کی خوشنودی کے لیے سرگرمی سے ایک کام کر رہا ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ کہ خدا کا ایک منادی اُسے خدا کیطرف بلانیکا پیغام اُسکی حضوری میں حاضر ہونیکے لیے بلند الفاظ میں آتا ہے کہ حیّ علی الصلوٰۃ حیّ علی الفلاح مگر وہ بندہ جو کہ اس امر کا مدعی ہوتا ہے کہ میرا خدا پر ایمان ہے اور میں سب سے زیادہ عظمت بزرگی جلال قدرت صرف اللہ تعالیٰ کی ہی مانتا ہوں وہ اس حکم کو سُنکر سُستی کرتا ہے نفس اُسے کہتا ہے کہ جس کام میں تو مصروف ہے اب یہ قریب الاختتام ہے اسے ادھورا نہ چھوڑ تیرے خیالات منتشر ہو جاوینگے ابھی نماز میں کچھہ دیر ہے تب تک ختم کر لے یہ نادان نفس کی آواز کو سُنتا ہے اور اُسکی مخالفت نہیں بلکہ اتباع کرتا ہے حتیٰ کہ جماعت یا نماز کا اول وقت گذر جاتا ہے اور اس امتحان میں جو کہ خدا تعالیٰ نے اُسکا لینا چاہا ہے ناکام رہتا ہے اور اُس فرشتہ کی تحریک پر عمل نہیں کرتا جو کہ اُسے نیکی کی ترغیب دیتا ہے پھر جب وہ اُٹھکر اپنی فرصت نکالکر نماز کو آتا ہے اور وضو وغیرہ کر کے نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے اور کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر اللہ اکبر یعنی اللہ سب سے بڑا ہے کہتا ہے تو اُسے شرم کرنی چاہیے اور غیرت میں ڈوبنا چاہیے کہ وہ اس شہادت اور اس اقرار میں سراسر جھوٹا ہوتا ہے اگر وہ ہر کو سب سے بڑا مانتا تو جسوقت حیّ علی الصلوٰۃ کی آواز اُسکے کان میں اول دفعہ ہی آئی تھی اُسوقت سب کچھہ چھوڑ چھاڑ کر حضور الٰہی میں حاضر ہونیکی طیاری کرتا مگر اب تو اُسنے عمل کر کے بتلا دیا کہ جسے وہ سب سے بڑا ماننے کا اقرار کرتا ہے اُسکی آواز کی اُسنے پروا نہیں کی پس اُسنے اپنے اُس فعل کو یا پیشہ کو یا بیوی کی محبت کو یا بچہ کے پیار کو سب سے بڑا مانا کہ جسکی اتباع کی غرضیکہ نماز کے پانچ اوقات اور اسکی ہر ایک رکعت اور قیام اور سجود اور رکوع ہر ایک رکن انسان کی ہدایت کے لیے کافی ہے اور اگر وہ غور کرے تو دن میں پانچ دفعہ وہ اپنے نفس کا امتحان لے سکتا ہے خدا پر اپنے ایمان کا اندازہ لگا سکتا ہے اسباب پرستی کے مرض نے کہانتک اُسکے قلب سلیم کو ماؤف کیا ہوا ہے اُسے دیکھہ سکتا ہے خدا تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں یہ فکر یہ دھن یہ ایمان یہ غیرت اور اسپر عمل کی توفیق عطا کرے -

مسکین طلبا

اللہ تبارک و تعالیٰ کی سنت کچھہ ایسی ہی واقع ہوئی ہے کہ وہ غربا سے پیار کرنے اور ضعفا کو بلند درجات عطا کرنے میں اپنی قدرت اور حکمت کے کرشمے دنیا کو دکھایا کرتا ہے - چنانچہ بنی اسرائیل کو جب فرعون اور اُسکی قوم نے ایسا ذلیل کر دیا کہ اینٹیں بنانے کا کام اُن سے لینے لگے اور اُنکی قوت کو گھٹانے کے لیے اُن کے لڑکوں کو قتل کر دیتے اور اُنکی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین ونمکن لھم فی الارض یعنی ہم نے ارادہ کیا کہ ہم ان لوگوں پر احسان کریں جو اُس ملک میں کمزور اور غریب کر دیے گئے تھے اور اُنکو لیڈر بنائیں اور اُن کی قوت کو زمین میں جما دیں + یہ تو بھلا سلسلہ موسیٰ کا ذکر ہے جو چودہ سو سال کا عرصہ گذر کر بالآخر عیسیٰ ناصری پر ختم ہوا تم اس اُمت کے سردار کو دیکھو جسکو قیامت تک رہنا ہے کہ جب اللہ حکیم خبیر نے چاہا کہ انسانی کمال کے انتہائی نقطہ کو پیدا کرے جب اُس رحمٰن رب کے رحم نے جوش مارا کہ اپنی مخلوق کو اپنا پاک کلام سنائے جب ابراہیمی دعاؤں کے پورا ہونیکا وقت آگیا جب زمین و آسمان میں شور پا ہوا کہ سرور انبیا اور خاتم النبین کے پیدائش کا زمانہ ہے تو اُس رحمۃ للعالمین کو کہاں سے منتخب کیا گیا - اس کے جواب میں خدا ہی کا کلام سنو الم یجدک یتیما فاوی ووجدک ضالا فھدی ووجدک عائلا فاغنی - اس امر کو دیکھہ کہ تو یتیم تھا اور ہم نے تجھے پرورش اور حفاظت میں لیلیا اور تو ہدایت اور راستی کے لیے حیران و سرگردان تھا پس ہمنے تجھے ہدایت یافتہ بنا دیا - تو بے سر و سامان تھا ہم نے تجھے اپنے فضل کے ساتھہ غنی کر دیا اللہم صل علی سیدنا محمد و علی آل محمد و بارک وسلم انک حمید مجید

ایسے امور کو مد نظر رکھکر ہمارے مدرسہ تعلیم الاسلام کے سرپرست اور ناظمان نے ہمیشہ ایک فنڈ یتامیٰ و مساکین اپنے مدرسہ میں قائم اور جاری رکھا ہے - اگرچہ کچھہ مدۃ تک وہ فنڈ بالکل علحدہ رہا ہے تاہم اُس فنڈ کے نام کافی رقم ہمیشہ نہ آنیکی وجہ سے منتظم کبھی جنرل فنڈ میں سے یتامیٰ اور مساکین کو وظائف خوراک اور کتب وغیرہ سے مدد دیتی رہی ہے - یہ سلسلہ ابتک بدستور جاری ہے چنانچہ امسال قریباً دو سو روپیہ کی کتابیں اس مدرسہ کے مساکین طلبا کو دیگئی ہیں اور قریباً ساڑھے چار سو روپیہ غریب طالبا کو خرچ خوراک وغیرہ کے لیے بطور وظیفہ کے دیا گیا ہے اور علاوہ ازیں قریباً نصف طلبا کی فیس اس مدرسہ میں بالکل معاف ہے غرض ہر طرح سے اس امر کی کوشش کیجاتی ہے کہ جسطرح ہو سکے غربا کی مدد کی جاوے کیونکہ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ نسبتاً غریب طلبا محنتی اور دل لگا کر پڑھنے والے ہوتے ہیں اور اُستاد کی محنت کو کارآمد کر دکھاتے ہیں - کیونکہ اگر طلبا تعلیم میں توجہ کریں اور اُستاد کے پڑھائے ہوئے کو ضبط کرنیوالے نہوں تو اُستاد کو اپنے محنت کے ضائع جانے کا بڑا رنج اُٹھانا پڑتا ہے - اسوقت مجھے ایک دوست کی بات یاد آئی کہ جب میں ایکدفعہ ایک مدرسہ کی ملازمت کو چھوڑ کر ایک دفتر

سرکاری میں ملازم ہوا تو اُس دوست نے میری اس تبدیلی پر خوشی کا اظہار ان الفاظ میں کیا کہ مدرسہ کی ملازمت کیا کرنا ہے جہاں اپنی مونچھ غیر کے ہاتھ میں ہے۔ دفتر میں جو کچھ آدمی کرتا ہے اُسپر تو تشفی ہو جاتی ہے کہ افسر اسکو بیشک دیکھ لیں۔ مجھے اس امر میں اُس کے ساتھ اتفاق نہیں کیونکہ میرے نزدیک دفتر ہو یا مدرسہ تجارۃ ہو یا زراعت نوکری ہو یا تختیٔ اُستادی ہو یا شاگردی ہر جگہ صرف اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحم کام آتا ہے ورنہ کوئی مقام بھی انسان کے واسطے بیٹھ رہنے کا نہیں ہے تاہم یہ صحیح ہے کہ نیک ہوشیار محنتی باادب شاگردوں کا میسر آنا ایک بڑی نعمت ہے اور ایسے شاگرد عموماً غربا میں سے پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ علیگڈھ کے پرنسپل کو بھی اپنے مدرسۃ العلوم میں غربا کے لیے کچھ بورڈنگ ہوس اور وظائف کا انتظام کرنا ہی پڑا تھا غرض یہ نہایت ضروری امر ہے کہ غریب طلبا کو وظائف کے ساتھ مدد دیکر انکو اس مدرسہ کی تعلیم اور حضرت اقدس مسیح علیہ السلام اور آپ کے پاک حاشیہ نشینان کی مقدس صحبت سے موقعہ دیا جاوے تاکہ آئندہ نسلوں کے واسطے ایک ہرا بھرا باغ طیار ہو جاوے۔ مگر یہ کام روپے سے ہوتا ہے اور یہاں بمشکل اتنا چندہ جمع ہوتا ہے کہ اُستادوں کی تنخواہیں معمولی سامان اور عمارت کے لیے کافی ہو یا کافی سے بھی کچھ کم ہو تو نواب **محمد علی خان** صاحب اپنے خزانہ میں سے اُس میں کچھ ڈالتے رہا کریں۔ جب سے مکرمی مخدومی نواب صاحب یہاں تشریف لائے ہیں میں دیکھتا ہوں کہ وہ اکثر کتب۔ سامان۔ عمارۃ۔ عملہ میں اس قدر مدد دے رہے ہیں کہ اگر اس مدرسہ کے بانی حضرۃ امام علیہ الصلوۃ والسلام اور اسکا مقصد خدمت دین نہ ہوتا تو کہا جاسکتا تھا کہ ان کی مدد کے بغیر مدرسہ شاید بڑی ردی حالت میں ہوتا چہ جائیکہ کالج تک ترقی کرکے اس قابل بنجاتے کہ علامۂ دہر واجب التعظیم ہر خورد و کلاں ماہر علوم دینیہ و دنیویہ حضرت مولوی حکیم **نور الدین** صاحب اور مسلمانوں کے لیڈر حضرت مولوی **عبد الکریم** صاحب اور حضرۃ مولوی **محمد علی** صاحب ایم اے ایل ایل بی پلیڈر و ایڈیٹر و مینیجر میگزین ریویو آف ریلیجنز۔ ایسے ایسے بزرگ اس کالج کے طلبا کی تعلیم اپنے ذمہ لیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ نواب صاحب نے علاوہ مالی امداد اور ظاہری تدبر و تفکر کے اندر ہی اندر اپنی کوٹھڑی کے دروازے بند کرکے اللہ تعالیٰ کے آگے دستِ دعا کچھ ایسے انداز سے پھیلائے ہیں کہ ہاتھ خالی نہیں پھرا اور نہ بغیر فضل الٰہی یہ ترقی محال ہے۔

شاید اصل مطلب سے دور چلا گیا ہوں یا اصل مطلب کیطرف دور چلا گیا ہوں بہر حال پھر وظائف مساکین کیطرف اپنے کلام کا رخ پھیرتا ہوں۔ کالج کے فنڈ کی حالت کچھ ہو مجھے اسوقت اسکے متعلق کچھ کہنا مقصود نہیں بلکہ میں نے اس غرض کے واسطے قلم اُٹھایا ہے وما توفیقی الا باللہ کہ مساکین طلبا کے واسطے وظائف کا ایک جدا فنڈ ہونا چاہیے اور اسکی صورت یہ ہے کہ ہر ایک شہر کے احباب باہم ملکر کم از کم ایک اور زیادہ سے زیادہ حسب توفیق ماہوار وظائف قادیان کے اسکول کے طلبا کے واسطے مقرر فرمائیں ایک وظیفہ کی مقدار رقم کم از کم ستے اور زیادہ سے زیادہ عـہ ماہوار فی الحال ہونی چاہیے۔ یہ وظائف ماہ بماہ ایس مدرسہ یا سپرنٹنڈنٹ کالج کے پاس بھیجتے رہیں۔ تو اسطرح بہت سے غریب طلبا کی پرورش ہوسکتی ہے۔ اور گویا احباب کے لیے ایک بڑے ثواب کا کام ہوگا کہ اُنکے خرچ پر ایک آدمی قادیان میں رہے اور اسطرح اُنکے لیے بھی قادیان میں رہنے کا ثواب حاصل ہو۔ کیونکہ جو حج کے لیے کسیکو زادراہ مہیا کرتا ہے اُسکے لیے بھی حج کا ثواب ہے۔ اسجگہ مجھے تین بزرگوں کا شکریہ کے ساتھ ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے ایک تو حضرت اُستاذی المعظم مولانا مولوی نور الدین صاحب جو کئی طلبا کو وقتاً فوقتاً ماہواری اور ایک مُشت مدد دیا کرتے ہیں دوم مخدومی نواب **محمد علیخان** صاحب جو اپنی جیب خاص سے مدرسہ کے چار طلبا کو ماہواری معقول وظیفہ دیتے ہیں اور تیسرے مکرم و مخدوم نواب فتح نواز جنگ مولوی **مہدی حسن** صاحب بیرسٹرایٹلا لکھنؤ جنھوں نے کالج کے واسطے ایک مستقل وظیفہ مبلغ عـہ ماہوار کا مقرر کر دیا ہے **جزاھم اللہ احسن الجزا فی الدنیا والعقبیٰ**۔

احباب کو اختیار ہے کہ اُس وظیفہ کو کسی خاص شرط سے مشروط کریں مثلاً یہ کہ وہ وظیفہ کے واسطے اُنکے شہر یا ضلع کے کسی طالب علم کو بہ نسبت کسی اور کے زیادہ حق ہوگا۔ یہ غریب طلبا اور خود مدرسہ اور بلکہ خود سلسلہ احمدیہ کی خدمت اور مدد کے لیے انشاء اللہ تعالےٰ ایک عمدہ ذریعہ ہے حضرۃ اقدس بارہا فرمایا کرتے ہیں کہ ابتدا میں اللہ تعالیٰ غربا کو برگزیدہ کرتا ہے اور پھر اُس سلسلہ میں شمولیت کی برکت سے انھیں کو اُمرا کر دیتا ہے۔ اب میں اس دعا پر اس عریضہ کو ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہماری غلطیوں کو معاف کرے ہمیں صراط مستقیم پر مستقل رکھے اور اس پاک سلسلہ کی خدمت کے لیے سب احباب کے دلوں کو بڑی قوت اور ہمت اور توفیق مرحمت فرماوے۔ آمین۔

راقم نیاز محمد صادق عفی عنہ
سپرنٹنڈنٹ کالج و ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی اسکول ۲۷ جولائی ۱۹۰۳ء

طبی نوٹ

استعمال میوہ جات بطور ادویہ ایک امریکن اخبار لکھتا ہے۔

(۱) سیب نہ صرف مصفی خون ہی بلکہ پیچش کے لیے نہایت مجرب ہی اور اسمیں ایک وصف یہ ہی کہ اگر کوئی شخص نشہ میں مست ہو تو اسکے استعمال سے ہوشیار ہوسکتا ہی۔ اگر دن میں ۳ بار جوش کیا ہوا سیب استعمال کیا جاوے تو شراب خوروں کو اکسیر کا اثر رکھتا ہے اور چند روز تک اسکا استعمال جاری رکھنے سے شراب خور کو ہر ایک منشی اشیا سے نفرت ہو جاویگی (۲) اناناس حلق کی بیماریوں کی لیے نہایت مفید ہی اسکا استعمال سے بہت مریضوں کو شفا ہوئی ہے اگر تازے پھل کا عرق نکالکر استعمال کیا جائے تو حلق میں جو گوشت لٹک آتا ہے اُسکے کاٹنے کے لیے نہایت مفید ثابت ہوا ہے اور اگر وقت پر استعمال کیا جاوے تو ضرور فائدہ ہوگا۔ (۳) انگور ایک گھنٹہ تک فی منٹ ایک انگور کھانا اور اسیطرح دن میں ۳ چار بار انگور کا استعمال جاری رکھنا اور اس اثنا میں بجز خشک روٹی کے اور کوئی شئے استعمال نہ کرنا نہایت مفید ہے۔ کمزور آدمیوں کے حق میں تو یہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے اگر محنت اور مشقت کی زیادتی سے کسی شخص کے قوت ہاضمہ میں فرق آگیا ہو تو اُسکی یہ شکایت فوراً جاتی رہیگی انگور سے بڑھ کر دنیا میں کوئی اور پھل قوت ہاضمہ درست کرنیکی قوت نہیں رکھتا ہے (۴) بلیک بری کا شربت درد قولنج کے لیے نہایت مفید ہے کاشتکاروں کی عورتیں امریکہ میں اس کا استعمال کرتی ہیں (۵) تازہ اور شیریں میوے گٹھیا کے مریضوں کو مضر کہے جاتے ہیں لیکن کم از کم اگر وہ ۱۲ - اخروٹ کھا لیا کریں تو انکو بہت مفید ہوں گے اور درد ان سے کافور ہو جاتا ہے۔

درخواست دعائے نماز جنازہ

برادرم محمد افضل صاحب۔ السلام علیکم۔ از راہ کرم ان چند سطروں کو اپنے قیمتی پرچہ البدر میں جگہ دیکر راقم کو مرہون منت بنائیں۔

ہمارے مکرم قابل فخر دوست منشی محمد دین صاحب اپیل نویس سیالکوٹ کے اہل بیت کچھ عرصہ بیمار رہ کر خدا تعالیٰ کی جوار رحمت میں پناہ گزیں ہوگئے ہیں۔ مرحومہ حضرۃ خلیفۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام پر سچا ایمان رکھتی تھیں اپنے شوہر کی فرمانبردار اور اُن دوستوں مخلصوں کی بڑی خاطر اور مہمانداری کرنے والی تھیں۔ ہمارے مکرم منشی صاحب کو اللہ تعالیٰ ایسکی رفیق کی مفارقت پر صبر جمیل کی توفیق دے اور نعم البدل بخشے۔ حضرت اقدس نے گذشتہ جمعہ کو مرحومہ پر نماز پڑھی۔ ہمارے احباب احمدی ہر شہر میں مغفورہ کا جنازہ پڑھکر منشی صاحب کے جبر قلب کے باعث ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اجر لینے کی مستحق بنیں۔ والسلام

(خاکسار میر حامد شاہ سیالکوٹ)

عالم اخبار

مسٹر ڈوئی۔ اپنی ۲۳ جون ۱۹۰۳ء کے خط میں قادیان کے ایک خط منجانب مفتی محمد صادق صاحب کے جواب میں تحریر کرتے ہیں کہ میرا مرید ہونیکے لیے یہ اعتقاد ضروری نہیں ہو کہ میری نبوت اور دعوی الیاس کی تصدیق کی جائے ہاں یہ ضروری ہے کہ جو لوگ مجھے نبی اور الیاس کی روح میں آیا ہوا مانتے ہیں انکو دکھ نہ دے جو نہ کوئی آدمی میرے دعادی کو مانے نہ مانے میری جماعت میں شامل ہوسکتا ہے۔ فقط اس سے صاف ظاہر ہے کہ ڈوئی کو اپنی نبوت پر خود کس قدر یقین اور ایمان ہے

ریویو اندنوں ایک کتاب بنام دعوۃ الحق نظم میں ہمارے مخدوم جناب میر ناصر نواب صاحب اہلی حضرت قادیانی نے تصنیف کی ہے جسمیں مختصر طور پر حق تبلیغ کو ادا کیا ہے اخیر میں ایک ضمیمہ بھی دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے کسی دھلوی بھائی نے نظم میں کوئی خطاب رسول اللہ صلعم کیطرف کیا ہے اور گستاخی سے معافی چاہی ہے اُسکی نظم کے جواب میں یہ ضمیمہ لکھا ہے اور حضرت مسیح موعود کی خدمت میں حاضر ہونیکی اس سے استدعا کی ہے ۔ ۲ قیمت پر حضرت مصنف سے مل سکتی ہے۔

الامان مقام کوریرلی کی ایک مسجد ڈائنا ماٹ سے اڑا دیگئی دو سو مسلمان نماز پڑھ رہے تھے کل شہید ہوگئے آخر پتہ لگا کہ پوپ نامی ایک شخص تھا جسنے ادھر تو ڈائنا میٹ کو بتی دکھائی اور ادھر خودکشی کی تلاشی پر ایک خط نکلا اسمیں لکھا ہوا تھا کہ میں باشندہ مقدونیہ کا ہوں۔

امیر المومنین نے حکم دیا ہے کہ قسطنطنیہ میں ایک عالی شان سنٹرل جیل بنایا جاوے جس میں قیدیوں کے اخلاق کی درستی اور مختلف کسب وہنر کا انتظام ہو کہ بعد رہائی وہ اپنی زندگی نیک چلنی سے بسر کرسکیں۔

ایک چینی مسلمان حال میں قسطنطنیہ پہونچا تھا المعلومات کے ایک نامہ نگار نے ویزنگ اُس سے گفتگو کی معلوم ہوا کہ عاصر دارالسلطنت میں ۲۹ مدارس مسلمانوں کے ہیں اور ہر ایک مدرسہ میں زبان عربی کی تعلیم ہوتی ہے

قبول اسلام حیدرآباد سندھ میں مسٹر جیل معہ اپنے دو لڑکوں اور ایک لڑکی کے مشرف باسلام ہوکر یہ بڑی خاندانی آدمی مسٹر بھگوانداس تحصیلدار کے بیٹے ہیں ایک لڑکی کی شادی انہوں نے ایک نومسلم شمس الدین سے کردی ہے۔

خدا کے پاک ہاتھوں کی بنائی ہوئی احمدی جماعت میں داخل ہونیوالوں کی فہرست

نمبر شمار	نام مبایعین	سکونت	ضلع	نمبر شمار	نام مبایعین	سکونت	ضلع
۱۱۶۸	مولی بخش صاحب	بھمیاں	ہوشیارپور	۱۲۰۳	علی محمد صاحب	بھمیاں	ہوشیارپور
۱۱۶۹	مسماۃ عمری زوجہ ؍؍	؍؍	؍؍	۱۲۰۴	احمد بخش صاحب	؍؍	؍؍
۱۱۷۰	رحمت بی بی دختر ؍؍	؍؍	؍؍	۱۲۰۵	عبد اللہ صاحب	؍؍	؍؍
۱۱۷۱	نبی بخش صاحب	؍؍	؍؍	۶	شاہدین صاحب	؍؍	؍؍
۱۱۷۲	بصری بی بی	؍؍	؍؍	۷	مسماۃ عمری	؍؍	؍؍
۱۱۷۳	ابراہیم صاحب	؍؍	؍؍	۸	خیر الدین صاحب	؍؍	؍؍
۱۱۷۴	ہاجرہ بی بی	؍؍	؍؍	۹	امام الدین صاحب	؍؍	؍؍
۱۱۷۵	وزیر محمد صاحب	؍؍	؍؍	۱۰	پیر بخش صاحب	؍؍	؍؍
۱۱۷۶	عمری بی زوجہ وزیر محمد صاحب	؍؍	؍؍	۱۱	مسماۃ بیگاں	؍؍	؍؍
۱۱۷۷	نور محمد صاحب	؍؍	؍؍	۱۲	عیدو صاحب	؍؍	؍؍
۱۱۷۸	غلام محمد صاحب	؍؍	؍؍	۱۳	عمری زوجہ ؍؍	؍؍	؍؍
۱۱۷۹	برکت علی صاحب	؍؍	؍؍	۱۴	شہاب الدین صاحب	؍؍	؍؍
۱۱۸۰	بی بی بھاگن	؍؍	؍؍	۱۵	لعل محمد صاحب	؍؍	؍؍
۱۱۸۱	جیون صاحب	؍؍	؍؍	۱۶	منصور صاحب	؍؍	؍؍
۱۱۸۲	رایو بی بی	؍؍	؍؍	۱۷	بی بی جیوہ	؍؍	؍؍
۱۱۸۳	محمد بخش صاحب		؍؍	۱۸	جیون صاحب	؍؍	؍؍
۱۱۸۴	رحمت اللہ صاحب	؍؍	؍؍	۱۹	بی بی فاطمہ	؍؍	؍؍
۱۱۸۵	مہتاب بی بی	؍؍	؍؍	۲۰	طالع مند صاحب راجپوت	بریال	؍؍
۱۱۸۶	عمر صاحب	؍؍	؍؍	۲۱	عمر خانصاحب ؍؍		؍؍
۱۱۸۷	بی بی لبو	؍؍	؍؍	۲۲	بی بی جھنڈی		؍؍
۱۱۸۸	بی بی جامو	؍؍	؍؍	۲۳	بی بی دولی		؍؍
۱۱۸۹	بی بی جیوہ	؍؍	؍؍	۲۴	کرتار بخش صاحب	؍؍	؍؍
۱۱۹۰	غلام حسین صاحب	؍؍	؍؍	۲۵	سکندر خانصاحب	؍؍	؍؍
۱۱۹۱	رحیم بخش صاحب	؍؍	؍؍	۲۶	سمند خانصاحب	؍؍	؍؍
۱۱۹۲	بی بی حافظ	؍؍	؍؍	۲۷	برکت بی	؍؍	؍؍
۱۱۹۳	عمر صاحب	؍؍	؍؍	۲۸	میراں بخش صاحب	؍؍	؍؍
۱۱۹۴	رحمت اللہ صاحب	؍؍	؍؍	۲۹	رحیم بخش صاحب	؍؍	؍؍
۱۱۹۵	بوڑا صاحب	؍؍	؍؍	۳۰	چنگے خان صاحب	؍؍	؍؍
۱۱۹۶	مہتابی زوجہ بوڑا صاحب	؍؍	؍؍	۳۱	بی بی دولت	؍؍	؍؍
۱۱۹۷	احمد بخش صاحب	؍؍	؍؍	۳۲	سلامت خان صاحب	؍؍	؍؍
۱۱۹۸	بی بی اماموں	؍؍	؍؍	۳۳	عطر بی بی	؍؍	؍؍
۱۱۹۹	قادر بخش صاحب	؍؍	؍؍	۳۴	جھنڈے خان	؍؍	؍؍
۱۲۰۰	رحمت اللہ صاحب	؍؍	؍؍	۳۵	بی بی دولت	؍؍	؍؍
۱۲۰۱	بی بی ہاجرہ زوجہ ؍؍	؍؍	؍؍	۳۶	ماکھا خان صاحب	؍؍	؍؍
۱۲۰۲	نبی بخش صاحب	؍؍	؍؍	۳۷	سلطان علی صاحب	؍؍	؍؍
	پیر بخش صاحب	؍؍	؍؍	۱۲۳۸	بی بی ویملا	؍؍	؍؍

مطبع انوار احمدیہ قادیان [illegible] کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔